امام الحرمین الجوینی رحمۃ اللہ علیہ کی اصولِ فقہ پر مشہور کتاب

الورقات

ترجمہ

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

اصول فقہ پر امام الحرمین کی تصنیف

الورقات

ڈاکٹر محمد ھمایوں عباس شمس

زاویہ

☆☆☆ تصنیف ☆☆☆

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

زیر اہتمام

زاویہ

8-c دربار مارکیٹ لاہور

7113553

اس کتاب کے جملہ محاصل زاویہ فاؤنڈیشن کے علمی و تحقیقی مقاصد کے لئے وقف ہیں

سال اشاعت..........۲۰۰۲ تعداد..........۱۰۰۰ ہدیہ.......... 10

مرکز ترسیل

مکتبہ زاویہ

۱۔ 10 مرکز الاولیس (ستا ہوٹل) دربار مارکیٹ لاہور

۲۔ خالد ایجوکیشنل سنٹر (نزد مسجد تھانہ لوئر مال) 40 اردو بازار لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

صلی اللہ علی حبیبہٖ سیدنا محمد و آلہٖ وسلم

انتساب

——— امام اعظم، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے

——— تقویٰ اور تفقہ فی الدین کے نام

——— جنہوں نے آنے والے فقہا کی علمی وفکری رہنمائی کی۔

طالب دعاء

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

شعبہ اسلامیات

جی۔سی۔یونیورسٹی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(صلی اللہ علی حبیبہٖ سیدنا محمد و آلہ وسلم)

مقدمہ

فقہ اور اصول فقہ سے مقصود حکم شریعت معلوم کرنا ہے۔ فرق یہ ہے کہ اصول فقہ میں اس حکم کو معلوم کرنے کا منہج بیان کیا جاتا ہے اور فقہ میں عملاً احکام کا استنباط ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ امام شافعی کی ''الرسالۃ'' اس موضوع پر پہلی کتاب ہے۔ بعد میں اصول فقہ پر تالیفات میں دو اسلوب منظر عام پر آئے۔

(ا) کلامی اسلوب:

اس اسلوب کی اہم کتابوں میں امام غزالی کی المستصفیٰ شامل ہے۔

(ب) فقہی اسلوب:

اس اسلوب کی معروف کتاب علی بن محمد البزدوی کی کنز الوصول الی معرفۃ الاصول ہے۔

بعد ازاں اس موضوع پر جامع کتب تحریر ہوئیں اور اس فن کا ارتقاء ہوا۔

امام الحرمین الجوینیؒ

عبدالملک بن الشیخ ابومحمد عبداللہ بن یوسف بن محمد بن حیویہ ابوالمعالی الجوینی ۱۸ محرم ۴۱۹ھ فروری ۱۰۲۸ء کو نیشاپور کے گاؤں جوین میں پیدا ہوئے۔ مکہ مکرمہ میں آپ نے چار سال قیام کیا اس وجہ سے آپ کو امام الحرمین کہا جاتا ہے۔ حدیث اور فقہ کی تعلیم اپنے والد ابومحمد الجوینی سے حاصل کی۔ ابن خلکان نے کہا کہ آپ کی والدہ ایک لونڈی تھی آپ کے والد نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے خریدا تھا اور اسے حکم دیا تھا کہ امام الحرمین کو کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پلایا جائے۔ ایک مرتبہ کسی عورت نے دودھ پلا دیا تو شیخ ابومحمد نے وہ دودھ حلق میں انگلی ڈال کر نکال دیا۔ آپ کو کبھی کبھی مجلس مناظرہ میں کمزوری اور شک کا سامنا کرنا پڑتا تو فرماتے کہ یہ اسی دودھ کا اثر ہے۔ نیشاپور کے مدرسہ نظامیہ میں آپ تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ دور دراز سے علم کے شائق حصول علم کے لیے آپ کے پاس آتے۔ تیس سال تک اپنے والد گرامی قدر کی جگہ خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ الجوینی آخر عمر میں بیمار ہوئے تو اپنے پیدائشی گاؤں میں چلے گئے کہ شاید وہاں جانے سے صحت عود کر آئے۔ آپ نے وہیں ۲۵ ربیع الآخر ۴۷۸ھ/ ۲۰ اگست ۱۰۸۵ء کو وفات پائی۔

آپ کے بیٹے ابو القاسم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس دن بازار بند ہو گئے اور طلباء نے قلم دوات توڑ ڈالے۔ لوگوں نے آپ کی وفات پر بہت سے مرثیے کہے۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔

قلوب العالمين على المقالى
و ايام الورى شبه الليالى
ايثمر غصن اهل العلم يوما
وقد مات الامام ابو المعالى

علماء کے دل آگ پر ہیں اور زمانے کے دن راتوں کی مثل ہو گئے۔ کیا اہل علم کی شاخ کسی دن پھل لائے گی جب کہ امام ابو المعالی وفات پا گئے ہیں۔

تصانیف

آپ کی تصانیف اکثر اصول فقہ اور علم کلام کے بارے میں ہیں۔ السبکی نے طبقات الشافعیہ میں ان کے متعلق ایک طویل مدحیہ مقالہ لکھا ہے اور علی الاعلان کہا ہے کہ ان کی ادبی تصانیف کی کثرت کی توجیہ بجز معجزہ کہنے کے اور کسی طرح ممکن نہیں۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ آپ نے ہر فن کے متعلق لکھا اور آپ کی کتاب ''نهاية المطلب فی دراية

المذهب'' ایسی ہے کہ اسلام میں اس کی مثل کوئی کتاب نہیں۔

آپ کی تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) الارشاد فی الکلام (آپ کے شاگرد ابوالقاسم سلمان متوفی ۵۱۲ نے اس کی شرح لکھی)

(۲) الارشاد (یہ قاضی ابوبکر کی کتاب کی تلخیص ہے)

(۳) الاسالیب فی الخلافیات (اس میں احناف اور شوافع کے اختلافات کا ذکر ہے)

(۴) البرھان فی اصول الفقه

(۵) غیاث الامم فی الامامة (یہ غیاث الدین نظام الملک کے لیے لکھی گئی اس کا نام ''غیاثی'' بھی لکھا گیا ہے۔ اسکندریہ سے ڈاکٹر فواد عبدالمنعم، اور ڈاکٹر مصطفیٰ حلمی کی تحقیق سے ''غیاث الامم فی التیاث الظلم'' کے نام سے شائع ہوئی)

(۶) الشامل (اس کا نا تمام مخطوطہ قاہرہ کے قومی کتب خانہ میں موجود ہے)

(۷) غنیة المسترشدین فی الخلاف

(۸) مغیث الخلق فی اختیار الاحق

(۹) نهاية المطلب فی دراية المذهب

(۱۰) لمع الادلة

(۱۱) تلخيص التقريب

(۱۲) العقيده النظامية (الشیخ زاہد الکوثری کی تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکی ہے)

اس کا نام ''الرسالة النظامية فی الکلام'' اور ''الرسالة النظامية فی الاحکام الاسلامية'' بھی بتایا جاتا ہے)

(۱۳) تفسیر القرآن

(۱۴) الورقات

الورقات

''الورقات'' اصول فقہ پر امام الحرمین کا مختصر رسالہ ہے جس کی بکثرت شروح لکھی گئی ہیں۔

اسکندریہ سے یہ رسالہ دکتور رفوقیہ حسن محمود کی تحقیق سے شائع ہوا۔ اور مکتبہ دار التراث قاہرہ سے دکتور عبد الطیف کے مقدمہ کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ دار الوطن للنشر الریاض سے ''الفقه و اصوله'' کے سلسلہ اشاعت میں بھی یہ رسالہ شامل ہے اسی طرح یحییٰ بن موسیٰ العمریطی کا

منظوم عربی کلام۔ ''تسہیل الطرقات فی نظم الورقات'' بھی شائع ہوا ہے۔ کیونکہ امام جوینی علم کلام سے بھی شغف رکھتے تھے اس لیے علم کلام کا حسن ترتیب اور اصول فقہ کی تحقیق کا امتزاج اس کتاب میں نظر آئے گا۔ دکتور عبدالطیف لکھتے ہیں:

''یہ کتاب صغیرالحجم اور معانی کا بحر ذخار ہے''

مزید لکھتے ہیں:

''اس کو پڑھنے والا اپنے آپ کو علم کے باغوں میں پائے گا۔ جس میں پھولوں کی طرح موتی ہر طرف بکھرے ہوئے ہوں۔ مختصر ہونے کے باوجود یہ اپنے اندر خاص حسن و رعنائی رکھتی ہے بہترین کلام وہ ہوتا ہے جو مختصر اور جامع ہو۔''

محمد الرعینی (متوفی ۹۵۴ھ) اس کتاب کی اہمیت وافادیت کے بارہ میں لکھتے ہیں: کتاب صغر حجمه، و کثر علمه، وعظم نفعه، وظهرت برکته دکتور عبدالطیف رسالہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کل هذا یعرضه علینا امام الحرمین فی نسق بدیع و نظام رائع و تقسیم حسن و باسلوب رفیع مقتصد و بالفاظ

محددة تنسم عن مضمونها''

اس مختصر سے رسالہ کی بکثرت شروح لکھی گئیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(۱) شرح الورقات: از امام احمد بن محمد الشافعی (متوفی ۸٦۴ھ)

(۲) الشرح الکبیر علی الورقات: از احمد بن قاسم الشافعی (متوفی: ۹۹۲ھ)

(۳) تسھیل الطرقات فی نظم الورقات: از یحیی بن موسیٰ یہ الشرح الکبیر کی منظوم صورت ہے۔

(۴) لطائف الاشارات علی تسھیل الطرقات لنظم الورقات فی الاصول الفقھیہ: از عبد الحمید بن محمد (متوفی ۱۳۳۵ھ)

امام جوینی کے ترجمہ کے لیے ملاحظہ فرمایئے:

تاریخ الاسلام للذھبی، الانساب ص: ۳۸٦ جلد ۳، معجم البلدان ص: ۱۹۳ جلد ۲، الکامل فی التاریخ ص: ۱۴۵، جلد ۱۰، وفیات الاعیان ص: ۱٦۷ جلد ۳، سیر اعلام النبلا، ص: ۴٦۸، جلد ۱۸، مرآۃ الجنان ص: ۱۲۳ جلد: ۳ تاریخ الخمیس ص: ۴۰۲ جلد ۲، تاریخ الخلفاء ص: ۴۲٦، شذرات الذھب ص: ۳۵۸، ۳٦۲ جلد: ۳

البدایۃ والنھایہ ص: ٦۰۲ جلد ۱۲، مفتاح السعادہ ص: ۱۱۰ جلد: ۲

خادم قرآن

ڈاکٹر محمد ھمایوں عباس شمس

اصول فقه کا معنی

یہ چند اوراق اصول فقہ سے متعلق فصول پر مشتمل ہیں۔ اصول الفقہ کا لفظ دو الگ الگ اجزاء کا مرکب ہے۔ (وہ دو اجزاء درج ذیل ہیں)

۱۔ **اصل**: جس پر دوسرے کی بنیاد رکھی جائے۔

۲۔ **فرع**: جس کی دوسرے پر بنیاد رکھی جائے۔

فقہ: احکام شریعت کا علم ہے جس کا طریقہ اجتہاد ہے۔

احکام شرعیہ کی انواع: حکم سات ہیں۔ ۱۔ واجب۔ ۲۔ مندوب۔ ۳۔ مباح ۴۔ محظور۔ ۵۔ مکروہ۔ ۶۔ صحیح۔ ۷۔ باطل

۱۔ **واجب**: جس کے کرنے پر ثواب اور ترک پر سزا ہو۔

۲۔ **مندوب**: جس کے کرنے پر ثواب اور چھوڑنے پر سزا نہ ہو۔

۳۔ **مباح**: جس کے کرنے پر ثواب ہو نہ ترک پر سزا۔

۴۔ **محظور**: جس کے چھوڑنے پر ثواب ہو اور کرنے پر سزا۔

۵۔ **مکروہ**: جس کے چھوڑنے پر ثواب ہو اور اس کے کرنے پر سزا نہ ہو۔

٦۔ **صحیح**: جو شرعاً نافذ ہو اور اس کو درست شمار کیا جائے۔

۷۔ **باطل**: جو نافذ نہ ہو اور اسے درست شمار نہ کیا جائے۔

فقہ، علم، ظن اور شک میں فرق

فقہ علم سے خاص ہے۔ **علم**: معلوم کو واقع کے مطابق پہچاننا۔ **جہل**: کسی چیز کا تصور خلاف واقع ہونا۔ **علم ضروری**: جو غور وفکر اور استدلال سے حاصل نہ ہو۔ جیسے حواس خمسہ میں سے کسی ایک سے حاصل شدہ علم۔ حواس خمسہ یہ ہیں۔ سمع، بصر، سونگھنا، ذائقہ، چھونا یا تواتر سے حاصل ہونے والا علم۔ **علم کسبی**: جو نظر اور استدلال کا محتاج ہوتا ہے۔

نظر سے مراد منظور فیہ کی حالت میں غور وفکر ہے۔ اور استدلال دلیل کا طلب کرنا ہے۔ دلیل وہ ہے جو مقصود کی طرف رہنمائی کرے کیونکہ وہ (دلیل) اس کی مدلول علامت ہوا کرتی ہے۔

ظن: دو چیزوں کو ممکن سمجھنا جن میں سے ایک دوسری سے زیادہ ظاہر ہو۔

شک: دو ایسے امکانات جن میں سے کسی کو دوسرے پر فوقیت حاصل نہ ہو۔

علم اصول فقه کی تعریف اور ابواب

کلیات کے طور پر اس تک (فقہ تک) پہنچنے کے طریقوں اور ان سے استدلال کرنے کا طریقہ جاننے کا نام اصول فقہ ہے۔

اصول فقہ کے ابواب

اصول فقہ کے ابواب یہ ہیں۔ کلام کی اقسام، امر، نہی، عام، خاص، مجمل، مبین، ظاہر، مؤول، افعال رسول ﷺ، ناسخ منسوخ، اجماع، احادیث، قیاس، جائز و ناجائز، ادلہ کی ترتیب، مفتی کی شرائط، فتوی پوچھنے والے کی صفات، اجتہاد۔

کلام کی اقسام

کلام کم از کم دو اسموں، یا ایک اسم اور ایک فعل یا فعل اور حرف، یا اسم اور حرف سے مرکب ہوتا ہے۔ امر، نہی، خبر اور استفہام کلام کی قسمیں ہیں۔ اسی طرح تمنی، عرض اور قسم بھی کلام کی قسمیں ہیں۔ کلام ایک دوسرے نقطہ نگاہ سے حقیقت و مجاز میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ حقیقت وہ ہے کہ جس معنی کے لیے لفظ وضع کیا گیا ہو استعمال میں اس کا وہی معنی باقی رہے۔ ایک قول کے مطابق حقیقت سے مراد لفظ کا استعمال اس معنی میں ہے جو عام بول چال کی اصطلاح ہو۔

مجاز: وہ ہے جس میں لفظ اپنے حقیقی معنی سے ہٹ کر کسی اور معنی میں استعمال ہو۔

حقیقت کی اقسام: حقیقت لغویہ ہوگی یا شرعیہ یا عرفیہ

مجاز: مجاز یا زیادتی سے یا کمی سے ہوتا ہے یا اس طرح کہ لفظ اپنے حقیقی معنی سے ہٹ گیا ہوگا یا استعارہ ہوگا۔ وہ مجاز جس میں کسی لفظ کی زیادتی ہو اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا قول ہے لیس کمثله شئی (الشوریٰ:١١) (اس میں حرف کاف زائد ہے)۔ وہ مجاز جس میں کوئی لفظ کم ہو اس کی مثال فرمان خداوندی ہے۔ وسئل القرية (یوسف:٨٢) یہاں قرية سے اهل القرية مراد ہے۔ مجاز نقل حقیقی معنی سے ہٹ کر کسی اور معنی میں استعمال کی مثال لفظ غائط ہے۔ جب وہ پاخانہ کے معنی میں ہو جو انسان سے نکلتا ہے (جب کہ غائط کا اصل معنی نشیبی زمین ہے) وہ مجاز جس میں استعارہ ہو کی مثال ارشاد ربانی ہے۔ جداراً يريد أن ينقض دیوار گرنا چاہتی ہے۔ (الکھف:٧٧) (اس میں بے جان دیوار کی جانب جاندار کی صفت ارادہ کی نسبت کی گئی ہے)

امر

اپنے سے کم حیثیت سے قول کے ذریعہ لازماً کسی فعل (کام) کے

کرنے کا مطالبہ امر ہے۔

امر کا صیغہ :امر کا صیغہ اِفْعَلُ ہے۔ یہ صیغہ جب مطلق بولا جائے اور اس کے ساتھ وجوب سے پھیرنے والا کوئی قرینہ نہ ہو تو وجوب پر محمول کیا جاتا ہے لیکن اگر کسی دلیل سے معلوم ہو کہ یہاں استحباب یا اباحت مراد ہے تو پھر استحباب یا اباحت ہی مراد ہوگی صحیح قول کے مطابق امر کا صیغہ تکرار کا تقاضا نہیں کرتا۔ ہاں اگر کوئی دلیل قصدِ تکرار پر دال ہو تو تکرار کا تقاضا سمجھا جاتا ہے اور یہ صیغہ فوراً کام کو کرنے کا مطالبہ نہیں کرتا (بلکہ جب کبھی تعمیل حکم کر دی جائے اس صیغہ کا مطالبہ پورا ہو جائے گا) جب کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے تو یہ اس کام کے کرنے کا بھی حکم ہوتا ہے اور ان چیزوں کے کرنے کا بھی حکم ہوتا ہے جن کے بغیر وہ کام مکمل نہیں ہوتا مثلاً نماز کے حکم میں اس طہارت کا حکم بھی داخل ہے جس کے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی اور جب امر کی تعمیل کر دی جائے تو مامور بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

تنبیہ: ان کا بیان جو امر اور نہی کے مخاطب ہیں اور جو مخاطب نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کے خطاب کے مومنین مکلّف ہیں۔ لیکن بھول جانے والا بچہ اور مجنون خدا تعالیٰ کے خطاب کے مکلّف نہیں ہیں۔ شریعت کی

فروع کے کفار بھی مکلّف ہیں اور اس چیز کے بھی مکلّف ہیں جس کے بغیر یہ فروع قبول نہیں ہوتیں وہ اسلام ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے ما سلککم فی سقر ۔(المدثر:۴۲) کس چیز نے تم کو جہنم میں ڈالا ۔ قالوا لم نک من المصلین (المدثر:۴۳) وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔

کسی چیز کا حکم دینا اس کی ضد سے نہی ہوتا ہے۔ اور کسی شے سے نہی اس کی ضد کا امر ہوتا ہے۔

نہی

اپنے سے کم تر سے قولاً وجوبی طور ہر کسی چیز کے ترک کرنے کا مطالبہ نہی ہے۔ اور یہ نہی منتہی عنہ (جس سے روکا جارہا ہے) کے فساد پر دلالت کرتی ہے۔ (یعنی اگر ممنوع کام کیا جائے تو وہ کام فاسد شمار ہوگا صحیح تصور نہیں کیا جائے گا۔

کبھی امر کے صیغہ سے مراد اباحۃ (مباح ہونا) یا زجرو توبیخ تسویہ (کرو۔ نہ کرو) یا تکوین (ہوجانا) ہوتا ہے۔

عام و خاص

عام وہ ہوتا ہے جو دو یا دو سے زیادہ چیزوں کو شامل ہو جیسے کہا جاتا

ہے میں نے زید اور عمر کو عطا میں عام رکھا اور میں نے تمام لوگوں کو عطا میں عام رکھا۔

عموم کے الفاظ

عموم کے لیے جو صیغے وضع کئے گئے ہیں وہ چار ہیں۔

(۱) اسم واحد جو الف لام کے ساتھ معرف کیا گیا ہو۔ (۲) وہ اسم جمع جو لام کے ساتھ معرف کیا گیا ہے۔ (۳) مبہم اسماء جیسے "من" ذوی العقول کے لیے اور "ما" استفہام کے لیے اور "این" مکان کے لیے اور "متیٰ" زمان کے لیے اور "ما" استفہام کے لیے اور جزاء کے لیے اور "لا" نکرہ میں (یہ سارے عموم کے لیے استعمال ہوتے ہیں) اور عموم صفات نطق سے ہے (قول میں مراد لیا جاتا ہے) قول کے سوا فعل یا فعل کے قائم مقام امور میں عموم کا دعویٰ جائز نہیں۔

خاص عام کا مقابل ہے اور تخصیص کل میں سے بعض کو الگ کرنا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ متصل ۲۔ منفصل

متصل خاص : استثنا شرط کے ساتھ مقید کرنا اور صفات کے ساتھ مقید کرنا ہے۔

استثناء : کلام سے اس کو نکالنا ہے جو اگر استثناء نہ ہوتا تو کلام

میں داخل ہوتا۔ استثناء اس شرط سے صحیح ہوتا ہے کہ مستثنیٰ منہ میں سے کچھ باقی رہے۔ استثناء کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ وہ کلام سے متصل ہو۔ مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ سے مقدم کرنا جائز ہے اور مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس سے بھی ہوتا ہے اور غیر جسن سے بھی۔ شرط مشروط کے بعد بھی بیان ہوسکتی ہے اور مشروط سے مقدم بھی ہوسکتی ہے۔

صفت کے ساتھ مقید پر مطلق کو محمول کیا جائے گا۔ جیسے (آزاد کی جانے والی) گردن بعض مقامات پر ایمان سے مقید ہے بعض مواقع پر اس کو مطلق رکھا گیا ہے۔ تو مطلق محمول ہوگا مقید پر۔ کتاب کو کتاب سے، کتاب کو سنت سے اور سنت کو کتاب سے، سنت کو سنت سے، نطق کو قیاس سے خاص کرنا جائز ہے۔ نطق سے ہماری مراد اللہ تعالیٰ کا کلام اور نبی کریم ﷺ کا کلام ہے۔

مجمل ومبین

مجمل وہ ہے جو بیان کا محتاج ہو۔

کسی چیز کو اشکال کی حالت سے نکال کر وضاحت کی طرف لے جانے کا نام بیان ہے۔

نص وہ ہے جو ایک ہی معنی کا احتمال رکھتی ہے اور یہ بھی کیا گیا ہے کہ

نص وہ ہے جس کی تنزیل ہی اس کی تاویل ہے (یعنی تشریح کے بغیر وہ اپنے لفظوں سے ہی سمجھ میں آجاتی ہے) اور وہ مشتق ہے۔ منـــــصة العروس (دلہن کے سٹیج) سے۔ منصة کرسی کو کہتے ہیں۔

ظاہر و مؤول

ظاہر وہ ہے جو دو معنوں کا احتمال رکھتا ہے ان میں سے ایک معنی دوسرے سے زیادہ ظاہر ہو۔ ظاہر اگر کسی دلیل کا تقاضا ہو تو مؤول ہو جاتا ہے اس کو الظاہر بالدلیل کا نام دیا جاتا ہے۔

افعال

صاحب شریعت کا فعل یا تو بطور قربت واطاعت کے ہوگا یا بطور قربت نہ ہوگا اگر ایسی کوئی دلیل ہو جو اس کے نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہونے پر دال ہو تو اس کو آپ کے لیے خاص سمجھا جائے گا اگر ایسی کوئی دلیل نہ ہو آپ کے لیے خاص نہیں سمجھا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" (الاحزاب:۲۱) آپ کے لیے خاص نہ ہونے کی صورت میں ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک وجوب پر محمول ہوگا ہمارے اصحاب میں سے بعض نے کہا کہ اسے استحباب پر معمول کیا جائے گا بعض نے کہا کہ توقف کیا جائے گا۔

قربت اور اطاعت کے علاوہ ہو تو اس کو اباحت پر محمول کریں گے آپ ﷺ کے حق میں بھی اور ہمارے حق میں بھی صاحب شریعت کی خاموشی کسی سے صادر شدہ قول پر صاحب شریعت کا قول سمجھی جائے گی اور آپ کا کسی فعل پر خاموش رہنا ایسا ہی سمجھا جائے گا جیسے آپ کا فعل (اس پر وجوب واباحت کے وہی احکام لاگو ہوں گے جو آپ کے اپنے فعل پر) اور جو فعل آپ کے زمانے میں کیا گیا ہو آپ کی مجلس کے علاوہ کسی اور جگہ اور اس کا علم ہو گیا اور آپ نے اس پر انکار نہ کیا اس کا حکم اس فعل جیسا ہو گا جو آپ کی مجلس میں کیا گیا ہو۔

نسخ

لغت میں نسخ کا معنیٰ ازالہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا معنیٰ نقل کرنا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ میں نے جو بھی اس کتاب میں تھا اس کا نسخہ تیار کرلیا ہے یعنی نقل کرلیا ہے۔

اصطلاحاً: نسخ کی تعریف یہ ہے کہ وہ ایسا خطاب ہے جو سابق خطاب سے ثابت شدہ کے اٹھ جانے پر اس طرح دلالت کرتا ہے کہ اگر یہ ناسخ خطاب نہ ہوتا تو وہ حکم ثابت رہتا اور ناسخ کے خطاب کے لیے شرط ہے کہ وہ منسوخ کے بعد کسی وقت ہو۔

آیات کے الفاظ کا نسخ اور حکم باقی رکھنا اور حکم نسخ اور الفاظ باقی رکھنا دونوں ممکن اور واقع ہیں۔

نسخ کی مختلف صورتیں

۱۔ **نسخ الی بدل** کبھی ایک حکم کو منسوخ کر کے اس کی جگہ دوسرا حکم دیا جاتا ہے (جیسا کہ قبلہ اولی کا بدلنا)

۲۔ **نسخ الی غیر بدل**: کبھی منسوخ کر کے اس کی جگہ کوئی نیا حکم نہیں دیا جاتا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔اذا نا جیتم الرسول فقد موا بین یدی نجوا کم صدقه۔

۳۔ کبھی آسان حکم کی جگہ سخت حکم دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ رمضان کے روزوں اور فدیہ طعام روزے کی تعین کی طرف نسخ ہونا۔ ۴۔ کبھی سخت حکم کی بجائے آسان حکم دیا جاتا ہے (جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا ماتین و ان یکن منکم مائة یغلبوا الفین باذن الله) قرآن کی آیت کا دوسری آیت سے نسخ جائز ہے، سنت کا نسخ کتاب سے بھی جائز ہے، سنت کا سنت سے نسخ بھی جائز ہے اور سنت میں سے متواتر کا متواتر سنت کے ساتھ نسخ جائز ہے۔

خبر واحد کا خبرِ واحد سے اور متواتر سے نسخ جائز ہے لیکن خبر متواتر کا

خبر واحد سے نسخ جائز نہیں۔

تعارض

تنبیہ: جب دو نصوص کے درمیان تعارض واقع ہو جائے تو یہ ان حالتوں سے خالی نہیں گا یا وہ دونوں نصوص عام ہوں گی یا دونوں خاص ہوں گی یا ان میں سے ایک عام ہوگی اور دوسری خاص ہوگی یا دونوں کسی وجہ سے عام ہوں گی اور کسی وجہ سے خاص ہوں گی اگر دونوں نصوص عام ہوں تو ان کو اگر ممکن ہوتو جمع کیا جائے گا اگر دونوں کو جمع کرنا ممکن نہ ہوتو توقف کریں گے اگر تاریخ معلوم نہ ہواور اگر تاریخ معلوم ہوتو مقدم کو موخر سے منسوخ سمجھا جائے گا۔ اسی طرح اگر یہ دونوں خاص ہوں تو بھی ایسا ہی کیا جائے گا۔ ان دونوں میں سے ایک عام ہو اور دوسری خاص ہوتو عام کی خاص سے تخصیص کی جائے گی۔ اگر ان دونوں میں سے ہر ایک عام ہو کسی لحاظ سے اور خاص ہو کسی دوسرے لحاظ سے تو پھر ہر ایک کے عموم کو دوسری کے خصوص سے خاص کر دیا جائے گا۔

اجماع

کسی ایک زمانہ کے علماء کے کسی واقعہ کے بارے میں حکم پر اتفاق کرنے کا نام اجماع ہے۔ ہماری مراد علماء سے فقہا ہیں اور حادثہ سے مراد

حادثہ شرعی ہے (مسئلہ شرعی ہے)

اس امت کا اجماع حجت ہے نہ کہ کسی اور امت کا کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی اور شرع میں ایسی چیزیں آئی ہیں جن سے یہ علم ہوتا ہے کہ یہ امت غلطی پر اجماع سے محفوظ ہے۔

اجماع دوسرے زمانے کے لوگوں پر بھی حجت ہے اجماع کسی زمانے میں ہو حجت ہے۔ صحیح قول کے مطابق یہ شرط نہیں کہ کسی زمانے کا اجماع اسی صورت میں حجت ہو گا کہ وہ زمانہ ختم ہونے تک کسی نے اہل اجماع میں سے اس اجماع کی مخالفت نہ کی ہو۔ اگر ہم کہیں کہ زمانے کا ختم ہونا شرط ہے تو پھر اس کا قول بھی قابل اعتبار ہو گا جو ان کی زندگی میں پیدا ہوا اس نے تفقہ حاصل کیا اور اہل اجتہاد میں سے ہو گیا، اس صورت میں اہل اجماع کے لیے اس حکم سے لوٹنا جائز ہوا جماع مجتہدین کے قول سے بھی منعقد ہو جاتا ہے اور ان کے فعل سے بھی اور بعض کے قول سے بھی ثابت ہو جاتا ہے اور بعض کے فعل سے بھی بشرطیکہ اس قول یا فعل کا چرچا ہو جائے اور باقی سکوت اختیار کریں۔

قول صحابی

صحابہ میں سے کسی ایک کا قول دوسروں پر حجت نہیں ۔(امام شافعی کے) قول جدید کے مطابق۔

اخبار

خبر اس کو کہتے ہیں جس میں صدق اور کذب دونوں کا احتمال ہو۔خبر کی دو قسمیں ہیں۔(۱) احاد (۲) متواتر

۱۔ **متواتر**: وہ ہے جس سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے تواتر یہ ہے کہ اتنی جماعت سے مروی ہو جن کا جھوٹ پر متفق ہونا واقع نہیں ہوتا اور اتنی تعداد تک اسی طرح منتھی ہو اور مخبر عنہ آغاز میں (جس شے کی روایت کی جارہی ہے) یہ روایت مشاہدہ یا سماع کی بنیاد پر ہو نہ کہ اجتہاد کی بنیاد پر۔

احاد: یہ وہ خبر ہے جو عمل کو واجب کرتی ہے لیکن یقینی علم کو واجب نہیں کرتی اس کی دو قسمیں ہیں۔۱۔مسند ۲۔مرسل

۱۔ **مسند**: جس کی سند متصل ہو۔

۲۔ **مرسل**: جس کی سند میں اتصال نہ ہو۔اگر یہ صحابہ کے علاوہ دوسروں کی مراسیل ہوں تو قابل حجت نہیں ہیں۔سوائے مراسیل سعید ابن

مسیّب کی مراسیل کے چونکہ ان کی جانچ پڑتال کی گئی تو یہ رسول کریم ﷺ سے مسانید پائی گئیں۔

عنعنه : (یہ عن سے روایت ہے) یہ اسانید میں ہوتا ہے۔ قلل ہے جب شیخ خود پڑھ کر سنا دے تو اس وقت راوی کے لیے جائز ہے کہ وہ یہ کہے اخبرنی او حدثنی اگر راوی شیخ کے سامنے پڑھے تو پھر راوی کہے اخبرنی یہ نہ کہے حدثنی۔ اور اگر شیخ بغیر پڑھے اسے اجازت دے تو اسے کہنا چاہیے کہ اس نے مجھے اجازت دی یا اجازۃ کے طور پر بر دی۔

قیاس

فرع کو اصل کی طرف لوٹانے کا نام قیاس ہے ایسی علت کی وجہ سے جو ان دونوں کو حکم میں جمع کرتی ہو۔ قیاس کی تین قسمیں ہیں۔

۱. قیاس العلة ۲. قیاس دلالة ۳. قیاس شبه

۱۔ **قیاس العلة** : وہ ہوتا ہے جس میں علت اس حکم کے لیے موجب ہوتی ہے۔

۲۔ **قیاس الدلالة** : یہ ہے کہ نظیروں میں سے ایک سے دوسری پر استدلال اس طرح کہ اس میں علت حکم پر دلالت کرتی ہے لیکن وہ حکم کے لیے موجب نہیں ہوتی۔

۳۔ **قیاس الشبہ**: یہ ہے کہ فرع دو اصلوں کے درمیان مترددو مضطرب ہو قیاس الشبہ کی طرف اس وقت تک رجوع نہیں کیا جائے گا جب تک اس سے پہلے کی دو قسموں میں سے کسی قسم کے قیاس کا امکان ہو فرع کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ اصل کے مناسب ہو اور اصل کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ ایسی دلیل سے ثابت ہو جو دونوں فریقین کے درمیان متفق علیہ ہو۔ اور علۃ کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ اپنے تمام معلولات میں جاری ہو اور لفظاً اور معنیً نہ ٹوٹے اور حکم کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ نفی اور اثبات میں علت کی طرح ہو یعنی وجود اور عدم وجود میں اگر علت پائی جائے تو حکم بھی پایا جائے اور علت حکم کو کھینچنے والی ہوتی ہے۔

علت ہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے کسی چیز پر حکم لگایا جاتا ہے۔

حظر واباحت

لوگوں میں سے بعض کہتے ہیں کہ اشیاء سب ناجائز ہیں سوائے ان کے جنہیں شریعت نے مباح ٹھہرایا ہو۔ اگر شریعت میں کوئی ایسی دلیل نہ پائی جائے جو اس کی اباحت پر دلالت کرے تو اصل کو اختیار کیا جائے گا اور وہ خطر (ممانعت) ہے اور بعض لوگ اس کے برعکس کہتے ہیں کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے سوائے ان کے جنہیں شریعت ناجائز قرار دیا ہو۔

استصحاب حال

جس سے دلیل پکڑی جاتی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اصل کو برقرار سمجھا جائے دلیل شرعی کے انعدام کے وقت (یعنی اگر کوئی خاص دلیل موجود نہ ہو تو اصل (حظر یا اباحت) کو ہی ثابت مانا جائے گا)

ترتیب ادلة

دلیل جلی دلیل خفی پر مقدم ہو گی، وہ دلیل جو علم کی موجب (قطعی) ہو وہ موجب للظن پر (ظنی) مقدم ہو گی اور کتاب وسنت، قیاس پر مقدم ہوں گی۔ قیاس جلی قیاس خفی پر مقدم ہو گا۔ اگر کتاب وسنت میں ایسی چیز پائی جائے جو اصل کو تبدیل کر دے تو کتاب وسنت پر عمل کیا جائے گا بصورت دیگر استصحاب حال پر۔

مفتی کی شرائط

مفتی کے لیے شرط ہے کہ وہ فقہ کے اصول اور فروع کا جاننے والا ہو اور فقہاء کے اختلافات اور اپنے مذہب پر دسترس رکھتا ہو اور اسے اجتہاد کے لیے درکار علوم کی کامل مہارت حاصل ہو احکام کے استنباط میں جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے ان کا جاننے والا ہو۔ اور احکام کے سلسلہ میں وارد آیات کی تفسیر کا جاننے والا ہو اور اس سلسلہ میں جو احادیث وارد

ہیں ان کا عالم ہو۔

فتوی پوچھنے والے کی صفات

فتوی لینے والے کے لیے یہ شرط ہیے کہ وہ اہل تقلید ہو۔ عالم کے لیے کسی کی تقلید جائز نہیں۔ تقلید یہ ہے کہ کسی کہنے والے کا قول بغیر دلیل کے قبول کیا جائے۔ اس تعریف کے مطابق نبی کریم ﷺ کے قول کو قبول کرنے کو تقلید کہا جائے گا بعض نے یہ کہا ہے کہ تقلید یہ ہے کہ کہنے والے کا قول قبول کیا جائے جبکہ تمھیں معلوم نہ ہو اس نے یہ قول کہاں سے لیا ہے۔ اس تعریف کے لحاظ سے اگر ہم اس کے قائل ہوں کہ نبی کریم ﷺ قیاس فرماتے تھے تو پھر جائز ہے کہ آپ ﷺ کے قول کو قبول کرنے کے نام کو تقلید رکھا جائے۔

اجتھاد

مطلوب تک پہنچنے کے لیے انتہائی کوشش صرف کرنے کا نام اجتہاد ہے پھر اگر مجتہد اجتہاد کی کامل استعداد رکھتا ہو اور اس نے فروع میں اجتہاد کیا اور صحیح بات تک پہنچ گیا اس کے لیے دو اجر ہیں اگر کوشش کی اور حقیقت تک نہ پہنچ سکا یعنی غلطی ہوگئی پھر بھی اس کے لیے ایک اجر ہے۔ بعض نے کہا ہر مجتہد فروع میں صواب پر ہوتا ہے مگر عقائد میں نہیں کہہ سکتے

کہ تمام کوشش کرنے والے درستی پر ہیں کیونکہ اس طرح تمام اہل ضلالۃ یعنی گمراہ گروہ جیسے (نصاری) کفار اور ملحدین کو حق پر قرار دینا پڑے گا۔

اس شخص کی دلیل جس نے کہا کہ ہر مجتہد فروع میں حق پر نہیں ہوتا نبی ﷺ کا یہ قول ہے من اجتهد و اصاب فله اجر ان و من اجتهد و اخطا فلـه اجر واحد دلیل اس وجہ سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کبھی مجتہد کو صواب پر ہوتا اور کبھی خطا پر۔

والله اعلم بالصواب

والحمد لله رب العلمين

وصلى الله على حبيبه سيدنا محمد و آله وسلم

مصنف کی دیگر تصانیف

عظمت قرآن

شراب علم کی لذت

ضعیف اور موضع روایات

مرزائیوں کی باطل نظریات

مکتوبات مجدد الف ثانی

عربی میں کتب سیرت

الصیوم الجنتہ

میلاد النبی ﷺ

اسلام کا نظام تعلیم

تقویٰ

لہو الحدیث

حوضِ کوثر

گناہوں کی بخشش مگر کیسے؟

رسالہ اذان

الورقات

زیرِ طبع

1۔ محبت رسول ﷺ اور اس کے تقاضے

2۔ قرآن میں قسمیہ کلمات

3۔ کتب تفاسیر میں اسرائیلی روایات

4۔ تخریج احادیث (اصول وضوابط)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم حضور نبی کریم ﷺ کی نظرِ رحمت سے

8 ایکڑ 64 کنال پر مشتمل اسلامک یونیورسٹی

مفتی آباد شاہ کوٹ روڈ نزد کھڑیانوالہ فیصل آباد میں

جامعہ تبلیغ الاسلام

پرنسپل
علامہ محمد کریم سلطانی مدظلہ العالی

زیرِ سرپرستی
الحاج مولانا مفتی محمد امین فقیہ العصر مدظلہ العالی

دو 2 سالہ کورس
اللغۃ العربیہ

جس میں شریک ہونے والے طلباء انشاء اللہ عربی گفتگو، عربی خطوط نویسی، عربی سے اردو، عربی مضامین نویسی اور عربی میں خطاب کرنے کی صلاحیتوں سے آراستہ ہوں گے۔

خصوصیات

- پاکیزہ علمی ماحول
- علومِ اسلامیہ کے ساتھ ایم۔اے تک تعلیم
- محنتی وتجربہ کار اساتذہ
- کمپیوٹر کی تعلیم
- تعلیم کے ساتھ تربیت
- جدید ہاسٹل

میٹرک پاس طلباء کا داخلہ نتائج کے بعد ہوگا۔

منجانب: ڈاکٹر غلام عباس (بانی) سلطانی گرائمر سکول

گلی نمبر ۱، محلہ فتح آباد (شرقی)، ستیانہ روڈ، فیصل آباد۔ فون نمبر: ۰۴۱-۷۱۹۰۵۹

Desinged & Printed By:
Baba Jani Printers. Ph. 7223356-7223396

E-Mail: haqamar@hotmail.com
Web: www. alqamaronline.com